محدث کی ڈاک

الشریعہ کے رئیس التحریر کے نام ایک مراسلہ

محترم حضرت والا مقام زاہد الراشدی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے دم قدم سے ایک صاف ستھرے دینی رسالے کو فراز بخشا، مگر گذشتہ دو برسوں سے یہ چیز شدت سے مشاہدے میں آرہی ہے کہ یہ پرچہ کسل مندی کا شکار ہو رہا ہے اور منفی قوتوں کا اس پر اثر بڑھتا جارہا ہے۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ پرچہ محض آپ کے نام کی خوبصورتی کا آئینہ دار نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے اسلافِ کبار کی اعلیٰ روایات کا امین بھی ہے، خصوصاً مولانا محمود الحسن، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع، مولانا مناظر احسن گیلانی، مولانا محمد یوسف بنوری رحمہم اللہ علیہ کے چشمۂ فیض کی فیض رسانیوں کا اسے مظہر سمجھا جاتا ہے، لیکن رفتہ رفتہ اس کے اصل مالک اور حقدار اسی طرح بے دخل ہوتے جارہے ہیں جس طرح کوئی کرایہ دار مکان پر قبضہ کر لے۔

معلوم نہیں کیوں آپ کی سوئی مسٹر جاوید احمد غامدی کے خبطِ عظمت کی وکالت میں آکر پھنس گئی ہے؟ محترما، وہ فرد جو علما پر پھبتی کسنے کا رسیا، موقف بدلنے میں گرگٹ سے زیادہ تیز تر اور دینی روایات پر حملہ کرنے میں بے دھڑک بلکہ حیا دریدہ انسان ہو، اس کے لئے آپ کی یہ کرم نوازیاں معلوم نہیں کس مجبوری کا خراج ہیں؟ ان صاحب کی وکالت کے لئے متجددین کا طائفہ اور ٹیلی ویژن کے نگارخانے کے تمام پروڈیوسر موجود ہیں۔ پھر عہدِ حاضر کے 'اکبر اعظم' پرویز مشرف کا ڈنڈا اور گاجر بھی ان کی دم ساز ہے، تو ایسی ایسی 'نعمتوں' کی موجودگی میں آپ اپنے اَوراق کو کیوں 'نورا دنگل' کے لئے استعمال کر رہے ہیں؟

آپ گوجرانوالہ کے رہنے والے ہیں۔ ممکن ہے، اصطلاح 'نورا دنگل' سے بدمزا ہوئے ہوں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ پہلے غامدی صاحب کے خلاف اعتراض شائع کیا جائے، پھر ان

کی وکالت اور جواب الجواب کا تماشا رچایا جائے۔ اس طرح ایک جانب اپنے ممدوح کی خدمت اور دوسری جانب اپنی 'معروضیت' کا رعب جمایا جاسکے۔

اگر آپ اپنے ولی عہد کے ہاتھوں مجبور ہیں تو اُنہیں حق دیں کہ وہ اپنا الگ پرچہ نکالیں، ہم کون ہوتے ہیں ان کے قلم کو توڑنے والے، لیکن خون کے رشتہ کے بل پر کسی دینی پرچے میں 'فکری پیشوائیت' کی گنجائش نہیں۔ قبل ازیں ان کے رسالے 'اشراق'، 'تذکیر'، 'سوئے حرم' وغیرہ نکل رہے ہیں، چلئے ایک ماہنامہ 'عمار' بھی سہی، مگر 'الشریعہ' میں بے جا فکری تجاوزات کا حتیٰ کہ آپ کو بھی حق نہیں۔ ٹھیک ہے، اگر آپ چاہتے ہیں تو پھر حضرت سرفراز خان صفدر، حضرت سواتی کے نام باقاعدہ اعلان کر کے اپنے پرچے کے پیشانی سے اُتار دیجئے، اور اعلان فرمایئے: ''میں اور میرا بیٹا، اس صدی کے سینٹ پال کی اطاعت میں جاتے ہیں۔'' یہ آپ کا حق ہے! حالانکہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ مولانا صاحب آپ ایسے نہیں ہیں، آپ اولاد کی محبت میں لاچار اور مجبور ہیں۔ مگر کیا بقرعید کی قربانی محض گوشت کرنے، بنانے اور کھانے کی رسم ہے یا اس کے کوئی عملی تقاضے بھی ہیں......!!

اسی طرح آپ کے رسالے میں ایک مخبوط القلم فرد محمد یوسف ایڈووکیٹ کے نام سے ثقاہت کا قتل عام کرتے اور کثافتِ فکری کے ڈھیر لگاتے دکھائی دیتے ہیں۔ معلوم نہیں ان صاحب کو غصہ علمائے کرام پر ہے، یا جماعتِ اسلامی ان کی نفرت کا نشانہ ہے یا ایم ایم اے ان کی بغض کا شکار ہے۔ جو بھی ہو، یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ان صاحب کا اُسلوبِ تحریر کسی نفسیاتی عارضے میں مبتلا فرد کی چیخ و پکار سے زیادہ کوئی قدر نہیں رکھتا۔ تازہ شمارے میں اُنہوں نے جس طرح مفتی تقی عثمانی صاحب کو نشانہ بنایا ہے، کاش آپ اس مضمون کی اشاعت سے قبل حضرت مفتی صاحب سے وضاحت لے لیتے۔ میں سمجھتا ہوں، فکر اور علم کی ایسی کٹی ہوئی پتنگ کو آپ اُڑا کر 'الشریعہ' کے قارئین پر مزید ظلم فرما رہے ہیں۔

آپ کو اس خط پر جو بھی غصہ آیا ہو، اس پر میں معذرت خواہ نہیں ہوں، بلکہ یہ آپ کی خیرخواہی میں لکھا گیا ہے۔ 'المورد' کے مفتی اعظم جناب عمار خان ناصر کی خدمت میں سلام و دعا

حافظ بدرالدین

۱۴ جولائی، ۲۰۰۷ء ۳۲۲/اے ون، ٹاؤن شپ، لاہور